حرف وسخن
HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

تفسیر عبدالحق دار منگی کا اُردو ترجمہ اور اس میں تفسیری نکات واحادیث اور اُصول واحکام فقہیہ کی تخریج و تحقیق

(سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ کی ابتدائی 47 آیات)

The Urdu translation of Tafsir Abdul Haq Darmangi and its Analysis and Research of Tafsiri Points and Hadiths and Principles and Rulings of Jurisprudence (Surah Al-Fatiha and the first 47 verses of Surah Al-Baqarah)

☆سعدیہ بی بی

پی ایچ۔ڈی سکالر، شعبہ علومِ اسلامیہ، قرطبہ یونیورسٹی پشاور

☆☆ڈاکٹر گل زادہ شیرپاؤ

ایچ اوڈی،، شعبہ علومِ اسلامیہ، قرطبہ یونیورسٹی پشاور

Abstract
Khyber Pakhtunkhwa has been the best and most famous part of the Khorasani region of the sub-continent of Pak-Vindh in terms of geographical, cultural, cultural and historical status. In the early days of Islam, the scholars of Khorasan have rendered valuable services in the evolution and development of Islamic sciences. Therefore, Khyber Pakhtunkhwa's scholars and scholars seem to be influenced by Islamic thought. Therefore, Khorasani scholars and scholars combined Afghan culture with religious thought. Hadith, jurisprudence, tafseer and other Islamic sciences passed through stages of development and liked to adopt the Khorasani style of thinking related to Islamic sciences. Maulana Abdul Haq Darmangi was one of the most famous and renowned scholars of Khyber Pakhtunkhwa who developed the Khorasani style of thought at the beginning of the twentieth century. Therefore, Maulana Abdul Haq Darmangi (1915) wrote his commentary according to the Khorasani style of thought. What did not only did he render valuable services in exegesis, hadith and jurisprudence, but he also wrote the translation and commentary of the Holy Qur'an in Pashto language in the light of twelve famous commentators.
Keywords: Khyber Pakhtunkhwa, Khorasani region, Islamic sciences, Maulana Abdul Haq Darmangi, Qur'an translation

تعارف

خیبر پختونخواہ برصغیر پاک وہند کے خراسانی خطے کے جغرافیائی، تہذیبی وثقافتی اور تاریخی حیثیت کے لحاظ سے بہترین اور مشہور ترین حصہ رہاہے۔اسلام کے ابتدائی زمانے میں خراسان کے علماء نے اسلامی علوم کے ارتقاءاور ترقی میں قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔اس لیے خیبر پختونخواہ کے علماءاور مشائخ کا اسلامی طرز فکر سے متاثر نظر آتا ہے۔اس لیے خراسانی علماءاور مشائخ نے دینیاتی طرز فکر کے ساتھ ساتھ افغانی ثقافت کو یکجاء کیا اس افغانی ثقافت اور خراسانی طرز فکر دومرکبات کے مجموعے کی روشنی میں انھوں نے حدیث، فقہ، تفسیر اور دیگر اسلامی علوم کو ترقی کے منزلوں سے گزار دیا اور اسلامی علوم سے متعلق خراسانی طرز فکر کو اپنانا پسند کیا پھر رفتہ رفتہ اس طرز فکر نے اتنی ترقی کی کہ اسلامی ثقافت تہذہب وتمدن اساس وسبب بنا۔

مولانا عبدالحق دار منگی کا شمار خیبر پختوانخواہ کے ان بڑے بڑے مشہور اور نامور علماء میں سے تھے جنھوں نے بیسویں صدی کے ابتداء میں خراسانی طرز فکر کو ترقی دے کر آگے بڑھایا۔اس لئے مولانا عبدالحق دار منگی (1915ء) نے اپنا تفسیر خراسانی طرز فکر کے مطابق تحریر کیا۔ انھوں نے نہ صرف تفسیر، حدیث اور فقہ میں گراں قدر خدمات انجام دی بلکہ انھوں نے بارہ مشہور تفاسیر کی روشنی میں قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر پشتو زبان میں تحریر کی۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

تفسیر دار منگی کا مختصر تعارف

مولانا عبد الحق دار منگی 1845ء کو پشاور شہر سے 6 کلومیٹر کے فاصلے واقع گاؤں دار منگی میں پیدا ہوئے۔ حصولِ علم کے لیے دیوبند چلے گئے اور وہاں پر اپنے وقت کے بہترین علماء سے تفسیر، حدیث، فقہ اور عربی فنون میں مہارت حاصل کرنے کے بعد اپنے علاقے میں تفسیری خدمات سرانجام دیں۔

مولانا عبد الحق دار منگی نے اپنی تفسیر میں مستند عربی کتبِ تفاسیر سے استفادہ حاصل کر کے آیت کی فہم و فراست کو مزین کر کے بیان فرمایا ہے۔ شیخ دار منگی نے پشتو ترجمہ کے لیے مولانا مراد علیؒ کی تفسیر یسیر سے استفادہ کیا ہے۔ آیت کی تفسیر کرتے وقت مستند اور صحاحِ ستہ میں مذکورہ احادیث کو بھی ذکر کیا ہے۔ کثیر مقامات کو جا بجا صحاحِ ستہ کی صحیح روایات سے یہ تفسیر مزین نظر آئے گی۔ فقہی مسائل کے لیے احکام القرآن، تفسیر قرطبی، الدر المنثور جیسی مشہور تفاسیر کی مستند روایات نقل کیں ہیں۔ کہیں پر ہند کے تفسیرِ اوّل "فتح الرحمٰن" از شاہ ولی اللہ کے حوالے ملتے ہیں۔

مفسرؒ نے کثیر تعداد میں آیات کا شانِ نزول مصدر کتبِ تفاسیر سے ذکر کر کے تفسیر دار منگی کو تفسیر بالماثور کی صورت میں پشتو زبان میں پیش کیا ہے۔ اس وقت کی ایسی رسومات و روایات جو بدعات پر مبنی تھیں اس کو ختم کرنے کے لیے بھی مفسرؒ نے کافی حکمت سے کام لے کر اپنی تفسیر میں اشارۃً ذکر کیا ہے۔ ذیل میں ان کی تفسیر کی چند جھلکیاں قلمبند کیں جاتی ہیں:

"وئیلی دی مجاهد رحمه الله تعالیٰ اور حسن رحمه الله تعالیٰ چه هر کله دا آیت نازل شو ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾"یعنی وئیلی دی رب ستاسے چه سوال وکړی له مانه چه زه قبولوالے وکړم تاسو لره" نو اصحابو کرامو رضی الله عنهم پوښته له حضرت محمد ﷺ نه وکړه چه خدائے کوم ځائے دے چه مونږه ئے وبولو نو دا آیت نازل شو چه ﴿وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ﴾"[1]

اسی طرح رَاعِنَا کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ دار منگیؒ رقمطراز ہیں:

"اے مؤمنانو تاسو مه وایئ لفظ د رَاعِنَا په دے آیت کښ منع راغلله له مشابهت کولونه له کفارو سره هم په خبرو کښ او هم په کارونو کښ په حدیثِ مرفوع کښ دا حضرت عمرؓ نے روایت دے چه: «مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ»[2]"یعنی هر چا چه ځان مشابه کړو له یو قومه سره نو دے د مغویځنے دے"یعنی مشابهت په هغه کارونو کښ چه شارع نه وی روا کړی"[3]

---

1 "مجاہد و حسن رحمہم اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾" اور تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا" نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے پوچھا کہ اللہ کہاں ہیں کہ ہم ان کو پکاریں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ﴾" تفسیر دار منگی تحت سورۃ البقرۃ 116:2

2 ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث السجستانی، سنن ابی داؤد، تحقیق محمد محی الدین عبد الحمید، مکتبۃ العصریہ، صیدا، بیروت، بلاسن، ج4، ص 44، رقم الحدیث: 4031

حکم: یہ حدیث محقق محمد محی الدین عبد الحمید کی تحقیق کے مطابق صحیح ہے۔

3 "اے مؤمنو! تم لوگ راعنا مت کہا کرو۔ اس آیت میں کفار کی طرح بولنے اور کام کرنے سے منع فرمایا ہے۔ حدیث مرفوع میں حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ: « مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ » "جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہوگا" یعنی ان کاموں میں مشابہت اختیار نہ کرو جس میں شارع نے اجازت نہ دی ہو" تفسیر دار منگی، سورۃ البقرۃ 104:2

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

ذیل میں مفسرؒ کی تفسیر میں سے سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ کی ابتدائی 47 آیات کا اُردو ترجمہ، اس میں وارد احادیث اور فقہی اُصول و قواعد کی تخریج و تحقیق پیش کی جاتی ہے۔

مبحث اول: سورۃ الفاتحہ

سورۃ الفاتحہ کا تعارف

قران مجید کی موجودہ ترتیب میں سورۃ فاتحہ سب سے پہلی اور مکمل نازل ہونے والی سورۃ ہے۔ اس سورت کے مشہور زیادہ ہیں لیکن مفسر عبدالحق دار منگی نے اس کے مشہور نام تین بتائیں ہیں:

1. فاتحہ الکتاب
2. ام القرآن
3. السبع المثانی

اس سورت کو فاتحہ الکتاب اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس سے قرآن مجید کا ابتداء ہوا ہے۔ ام القرآن ہونے کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ سورت بعد میں آنے والی سورتوں سے مقدم اور ان کی امام ہے۔ اس سورت کو سبع المثانی اس لیے کہتے ہیں کہ یہ سورت سات آیات پر مشتمل ہے اور مثانی اس لیے کہ نماز کے ہر رکعت میں اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ یہ سورت مدنی ہے۔ بعض نے کہا کہ سورۃ الفاتحہ کا نزول دو دفعہ ہوا؛ ایک دفعہ مکہ مکرمہ اور ایک دفعہ مدینہ منورہ میں اس وجہ سے سبع مثانی نام رکھا گیا۔[4]

اس سورۃ سے پہلے کوئی سورۃ مکمل نازل نہیں ہوئی، بلکہ بعض سورتوں کی کچھ آیتیں حالات اور واقعات کے مطابق نازل ہوئی تھیں۔ اس سورت میں سات آیتیں اور ایک رکوع پر مشتمل ہے۔ اس سورت کے نصف اول میں اللہ تعالی کی تعریف وصفت اور آخری آیتوں میں بندوں کے لیے دعا ہے۔ اس سورۃ میں انسانوں کو "صرط مستقیم" سیدھا راستے پر چلنے کی دعا سکھائی گئی ہے۔

سورۃ الفاتحہ

﴿بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ﴾

﴿ ٱلۡحَمۡدُ لِلَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ مَٰلِكِ يَوۡمِ ٱلدِّينِ إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ ٱهۡدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلۡمُسۡتَقِيمَ صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ ٱلۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ﴾[5]

"شروع کرتا ہوں اللہ تعالی کے نام سے جو سب پر مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے"۔

"سب تعریفیں اللہ ہی کو لائق ہیں تمام علموں کا (مربی) پالنے والا ہے۔ جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں۔ جو روز جزا کا مالک ہے۔ (اے اللہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے (اعانت) مدد مانگتے ہیں۔ بتا دیجئے ہم کو سیدھا رستہ۔ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے انعام کیا ہے۔ نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور نہ ان لوگوں کا رستہ جو گمراہ ہوگئے"۔

---

4 بغوی، ابو محمد الحسین بن مسعود بن محمد، معالم التنزیل فی تفسیر القرآن (تفسیر بغوی)، داراحیاء التراث العربی، بیروت، 1420ھ/1999ء، سورۃ الفاتحہ، ج1، ص70

5 سورۃ الفاتحہ 1:1 تا 7

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

مبحثِ دوم: سورۃ الفاتحہ میں وارد تفسیری نکات کی تحقیق و تخریج

سورۃ الفاتحہ کی تفسیر کرتے ہوئے مفسر عبد الحق دار منگی ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ایک دن جبرائیل (علیہ السلام) نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ اپنے اوپر ایک زور دار آواز سنی انہوں نے سر اوپر اٹھایا اور فرمایا کہ یہ آسمان کے ایک دروازہ کی (آواز) ہے جو آج کھولا گیا ہے۔ اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا۔ اس سے زمین کی طرف ایک فرشتہ نازل ہوئی جو آج سے پہلے کبھی نازل نہیں ہوا تھا۔ اس نے سلام کیا اور کہا آپؐ کو ایسے دو نوروں کی خوشخبری ہو آپؐ سے پہلے کسی نبی کو نہیں عطا کیے گئے؛ ایک فاتحہ الکتاب اور دوسرا سورۃ البقرۃ کی اختتامی آیات ﴿ءَامَنَ ٱلرَّسُولُ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيۡهِ مِن رَّبِّهِۦ وَٱلۡمُؤۡمِنُونَ تا أَنتَ مَوۡلَىٰنَا فَٱنصُرۡنَا عَلَى ٱلۡقَوۡمِ ٱلۡكَٰفِرِينَ﴾ آپ ہر گز اس میں کوئی حرف نہیں پڑھیں گے مگر یہ کہ آپؐ کو (اس کا ثواب) عطا کیا جائے گا"۔[6]

ٱلَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ سے مراد انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین ہیں اور جن پر غضب ہوا ہے اس سے مراد یہود اور نصاریٰ ہیں۔

سورۃ الفاتحہ پڑھنے کے بعد آمین کہنا سنت ہے۔ آمین کا مفہوم ہے: (اے اللہ میری دعا کو سن اور قبول فرما)۔[7]

سورۃ الفاتحہ سات آیات پر مشتمل مکی سورت ہے، مگر مکہ مکرمہ، کوفہ کے قراء اور اکثر فقہاء حجاز کے رائے کے مطابق تسمیہ سورۃ الفاتحہ کا جز نہیں بلکہ الگ ایک آیت ہے اور "أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ" پر وقف نہیں کیا جاتا۔ بصرہ، مدینہ منورہ اور شام کے قراء اور فقہاء تسمیہ کو الگ آیت نہیں مانتے اور یہ لوگ "أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ" پر وقف کرتے ہیں۔[8]

اس سورت کی برکات میں سے ایک برکت یہ بھی تفسیر دار منگی میں ذکر کی گئی ہے کہ اس سورت کو چینی کے برتن پر گلاب، مشک اور زعفران سے لکھ کر ایسے مریض کو پلانا جس کا علاج نہ ممکن ہو اور شفاء حاصل کرنے کے لیے چالیس دن تک پلانا ضروری ہے۔ یہ اکسیر اعظم ہے۔ اللہ کے فضل پر صحت اور تندرستی حاصل کرنے کے لیے مجرب عمل ہے۔[9]

یہ سورۃ اللہ تعالی نے اپنے اشرف مخلوقات کی زبان پر جاری فرمایا کہ اس طرح کہ ہمارے دربار میں حاضری کے وقت مجھ سے اسی طرح سوال کرو۔[10]

---

6 حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ، وَأَحْمَدُ بْنُ جَوَّاسٍ الْحَنَفِيُّ، قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَص عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بَيْنَمَا جِبْرِيلُ قَاعِدٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَمِعَ نَقِيضًا مِنْ فَوْقِهِ، فَرَفَعَ رَأْسَهُ، فَقَالَ: " هَذَا بَابٌ مِنَ السَّمَاءِ فُتِحَ الْيَوْمَ لَمْ يُفْتَحْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَنَزَلَ مِنْهُ مَلَكٌ، فَقَالَ: هَذَا مَلَكٌ نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ لَمْ يَنْزِلْ قَطُّ إِلَّا الْيَوْمَ، فَسَلَّمَ، وَقَالَ: أَبْشِرْ بِنُورَيْنِ أُوتِيتَهُمَا لَمْ يُؤْتَهُمَا نَبِيٌّ قَبْلَكَ: فَاتِحَةُ الْكِتَابِ، وَخَوَاتِيمُ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، لَنْ تَقْرَأَ بِحَرْفٍ مِنْهُمَا إِلَّا أُعْطِيتَهُ " مسلم، مسلم بن الحجاج القشيری النيشاپوری، الجامع الصحيح، داراحياء التراث العربی، بيروت، س ن ، ج1، ص 544، رقم الحديث: 806

7 بغوی، معالم التنزیل (تفسیر بغوی)، ج1، ص55

8 ایضاً

9 عبد العزیز محدث دہلوی، تفسیر فتح العزیز (اُردو مترجم) رامپوری، محمد حسن خان مصطفیٰ آبادی، ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک، کراچی، بلاسن، ج1، ص131

10 عبد القادر محدث دہلوی، تفسیر موضح القرآن، ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک، کراچی، 1995ء، ص35

مبحثِ سوم: سورۃ البقرۃ

سورۃ البقرۃ کا تعارف

سورۃ البقرۃ قرآن مجید کی سب سے لمبی سورت ہے۔ یہ مدنی سورت ہے۔ اس میں کُل 286 آیات اور 40 رکوعات ہیں۔ عربی زبان میں بقرۃ سے مراد گائے ہے۔ مذکورہ سورت کی آیت 67 تا 73 میں بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا اور مقتول کا سبب قتل معلوم کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس وجہ سے اس سورت کا نام سورۃ البقرۃ پڑھ گیا۔ سورۃ البقرۃ کو قرآن مجید کی کوہان یعنی بلندی سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کی ہر ایک آیت کے ساتھ اسی فرشتے نازل ہوئے تھے اور اس میں ایک آیت جو آیت الکرسی ہے خاص عرشِ معلیٰ سے نازل ہوئی ہے جو قران کی تمام آیتوں کی سردار ہیں۔ اس سورت کے شروع میں بنیادی عقائد (توحید، رسالت اور آخرت) کا ذکر ہے۔

﴿بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ﴾

﴿الٓمٓ ذَٰلِكَ ٱلۡكِتَٰبُ لَا رَيۡبَۛ فِيهِۛ هُدٗى لِّلۡمُتَّقِينَ ٱلَّذِينَ يُؤۡمِنُونَ بِٱلۡغَيۡبِ وَيُقِيمُونَ ٱلصَّلَوٰةَ وَمِمَّا رَزَقۡنَٰهُمۡ يُنفِقُونَ وَٱلَّذِينَ يُؤۡمِنُونَ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيۡكَ وَمَآ أُنزِلَ مِن قَبۡلِكَ وَبِٱلۡأٓخِرَةِ هُمۡ يُوقِنُونَ﴾

"ترجمہ شروع اللہ کے نام پر جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے"۔

"الم۔ یہ کتاب ایسی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں یہ ہدایت ہے ان ڈر رکھنے والوں کے لئے جو بے دیکھی چیزوں پر ایمان لاتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا اس میں سے (اللہ کی خوشنودی کے کاموں میں) خرچ کرتے ہیں اور جو اس (وحی) پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ پر اتاری گئی اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے اتاری گئی اور آخرت پر وہ مکمل یقین رکھتے ہیں"۔

مبحثِ چہارم: سورۃ البقرۃ میں وارد تفسیری نکات کی تحقیق و تخریج

علامہ شعبیؒ اور اس کے علاوہ ایک گروہ کا قول ہے کہ الم اور بقیہ حروف ھجاء (مقطعات) جو سورتوں کے ابتداء میں وارد ہوئے ہیں، یہ تمام تشابہات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے ساتھ مخصوص فرمایا دیا ہے اور یہ حروف قرآن کریم کا اہم راز ہے۔ ہم ان کے ظاہر پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے علم کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔[11]

اس آیتوں کا سبب نزول یہ ہے کہ مالک بن حنیف یہودی نے مؤمنوں کے دلوں میں یہ شک ڈال دیا کہ یہ قرآن وہ کتاب نہیں ہے جس کا نزول کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے پہلے کتابوں میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شک کو دور کیا اور مؤمنوں کی تعریف اور کافروں کی ذم (یعنی گناہ) میں یہ آیتیں نازل ہوئیں۔[12]

اس ضمن مفسرؒ عطیہ بن سعدی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَبْلُغُ العَبْدُ أَنْ يَكُونَ مِنَ المتَّقِينَ حَتَّى يَدَعَ مَا لَا بَأْسَ بِهِ حَذَرًا لِمَا بِهِ البَأْسُ»[13]

---

11 تفسیر بغوی، تفسیر معالم التنزیل (تفسیر بغوی)، سورۃ البقرۃ 2:1، ج 1، ص 59

12 سیوطی، جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، دار الفکر، بیروت، بلا سن، سورۃ البقرۃ 2:2، ج 1، ص 59

13 ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، مکتبہ و مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، مصر، 1395ھ / 1975ء، ج 4، ص 634، رقم الحدیث: 2451 و ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، سنن ابن ماجہ، دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت، بلا سن، ج 2، ص 1409، رقم الحدیث: 4215

حکم: امام ترمذی کہتے ہیں کہ ہم اس حدیث کو صرف اسی سند سے جانتے ہیں اس لیے یہ حدیث حسن غریب ہے۔ البانی نے بھی اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

"بندہ اس درجہ تک نہیں پہنچتا کہ متقیوں میں شمار ہو یہاں تک کہ ان چیزوں کو چھوڑے دے جن میں کوئی خطرہ شرعی نہیں صرف اس ڈر سے کہ کہیں حرام میں مبتلاء نہ ہو جائے"۔

اور یہ کہ اللہ کی وحدانیت، انبیاء (علیہم السلام) کی رسالت، قیامت کے دن قبروں سے اٹھائے جانے، حساب کتاب اور جنت و جہنم پر یقین کرنا کیونکہ غیبی امور ہیں اور ان کو مانتے ہیں۔[14]

بیان ہوا ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سورۃ البقرہ کو پورے تفصیل کے ساتھ بارہ سال کے عرصے میں پڑھا اور جب فارغ ہوئے تو ختم کے موقعے پر ایک اونٹ کو ذبح کر کے نبی کریم ﷺ کے اصحابہ علیہم اجمعین کو کھانے کی دعوت دی۔[15]

سورۃ البقرہ کے تلاوت کی وجہ سے چیچک کی بیماری (فارسی میں چیچک چھوٹے چھوٹے دانوں کو کہتے ہیں) ختم ہو جاتی ہے نہایت آزمایا ہوا عمل ہے۔ اس کا طریقہ اسی طرح ہے کہ قاری جب تلاوت کی ابتداء کرے تو اس وقت مریض کو حاضر کرنے کے ساتھ ساتھ ساڑھے دو سیر چاول ضرورت کے مطابق شکر اور دہی کے ساتھ کسی غریب (مستحق) کو اس مجلس میں کھانے کو دیں وہ غریب شخص، قاری اور بچے کی موجودگی میں کھائے۔

اہل حقوق کو ان کا حق دینا جیسا کہ عیال (بیوی، بیٹے، بیٹیاں، والدین اور بہنیں) رشتہ دار، ہمسایہ یا سائل ہیں۔[16]

﴿أُوْلَٰٓئِكَ عَلَىٰ هُدٗى مِّن رَّبِّهِمۡۖ وَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ ءَأَنذَرۡتَهُمۡ أَمۡ لَمۡ تُنذِرۡهُمۡ لَا يُؤۡمِنُونَ خَتَمَ ٱللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمۡ وَعَلَىٰ سَمۡعِهِمۡۖ وَعَلَىٰٓ أَبۡصَٰرِهِمۡ غِشَٰوَةٞۖ وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيمٞ وَمِنَ ٱلنَّاسِ مَن يَقُولُ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَبِٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِ وَمَا هُم بِمُؤۡمِنِينَ يُخَٰدِعُونَ ٱللَّهَ وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَمَا يَخۡدَعُونَ إِلَّآ أَنفُسَهُمۡ وَمَا يَشۡعُرُونَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٞ فَزَادَهُمُ ٱللَّهُ مَرَضٗاۖ وَلَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمُۢ بِمَا كَانُواْ يَكۡذِبُونَ وَإِذَا قِيلَ لَهُمۡ لَا تُفۡسِدُواْ فِي ٱلۡأَرۡضِ قَالُوٓاْ إِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُونَ أَلَآ إِنَّهُمۡ هُمُ ٱلۡمُفۡسِدُونَ وَلَٰكِن لَّا يَشۡعُرُونَ وَإِذَا قِيلَ لَهُمۡ ءَامِنُواْ كَمَآ ءَامَنَ ٱلنَّاسُ قَالُوٓاْ أَنُؤۡمِنُ كَمَآ ءَامَنَ ٱلسُّفَهَآءُۗ أَلَآ إِنَّهُمۡ هُمُ ٱلسُّفَهَآءُ وَلَٰكِن لَّا يَعۡلَمُونَ وَإِذَا لَقُواْ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ قَالُوٓاْ ءَامَنَّا وَإِذَا خَلَوۡاْ إِلَىٰ شَيَٰطِينِهِمۡ قَالُوٓاْ إِنَّا مَعَكُمۡ إِنَّمَا نَحۡنُ مُسۡتَهۡزِءُونَ ٱللَّهُ يَسۡتَهۡزِئُ بِهِمۡ وَيَمُدُّهُمۡ فِي طُغۡيَٰنِهِمۡ يَعۡمَهُونَ أُوْلَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱشۡتَرَوُاْ ٱلضَّلَٰلَةَ بِٱلۡهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَٰرَتُهُمۡ وَمَا كَانُواْ مُهۡتَدِينَ﴾

"یہ ہیں وہ لوگ جو اپنے پروردگار کی طرف سے صحیح راستے پر ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر اپنا لیا ہے ان کے حق میں دونوں باتیں برابر ہیں، چاہے آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اللہ نے ان کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر مہر لگادی ہے اور ان کی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ان کے لئے زبردست عذاب ہے۔ کچھ لوگ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لے آئے، حالانکہ وہ (حقیقت میں) مومن نہیں ہیں۔ وہ اللہ کو اور ان لوگوں کو جو (واقعی) ایمان لا چکے ہیں دھوکا دیتے ہیں اور (حقیقت تو یہ ہے کہ) وہ اپنے سوا کسی اور کو دھوکا نہیں دے رہے لیکن انہیں اس بات کا احساس نہیں ہے۔ ان کے دلوں میں روگ ہے چنانچہ اللہ

14 عبدالعزیز محدث دہلوی، تفسیر فتح العزیز (اُردو مترجم) رامپوری، محمد حسن خان مصطفیٰ آبادی، سورۃ البقرۃ 3:2، ج1، ص36 و عبدالقادر محدث دہلوی، تفسیر موضح القرآن، سورۃ البقرۃ 3:2، ص36

15 عبدالعزیز محدث دہلوی، تفسیر فتح العزیز (اُردو مترجم) رامپوری، محمد حسن خان مصطفیٰ آبادی، سورۃ البقرۃ 4:2، ج1، ص62

16 مراد علی، تفسیر یسیر فوق الیَسیر، رحمان گل پبلشرز، محلہ جنگی، قصہ خوانی بازار، پشاور، بلاسن، سورۃ البقرہ 5:2، ج1، ص11

نے ان کے روگ میں اور اضافہ کر دیا ہے اور ان کے لئے دردناک سزا تیار ہے، کیونکہ وہ جھوٹ بولا کرتے تھے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم زمین میں فساد نہ مچاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ درکھو یہی لوگ فساد پھیلانے والے ہیں لیکن انہیں اس بات کا احساس نہیں ہے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ تم بھی اسی طرح ایمان لے آؤ جیسے دوسرے لوگ ایمان لائے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم بھی اسی طرح ایمان لائیں جیسے بیوقوف لوگ ایمان لائے ہیں؟ خوب اچھی طرح سن لو کہ یہی لوگ بیوقوف ہیں لیکن وہ یہ بات نہیں جانتے اور جب یہ ان لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لا چکے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور جب یہ اپنے شیطانوں کے پاس تنہائی میں جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو مذاق کر رہے تھے۔ اللہ ان سے مذاق (کا معاملہ) کرتا ہے اور انہیں ایسی ڈھیل دیتا ہے کہ وہ اپنی سرکشی میں بھٹکتے رہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی خرید لی ہے لہٰذا نہ ان کی تجارت میں نفع ہوا اور نہ انہیں صحیح راستہ نصیب ہوا"۔

تفسیری نکات

شانِ نزول

ابن جریرؒ نے ابن اسحاق، محمد بن ابیؒ، عکرمہ، سعید بن جبیرؒ نے عبد اللہ بن عباسؓ سے اللہ تعالی کے فرمان ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ﴾ کے بارے میں روایت کی ہے کہ یہ دو آیات (حیی بن احطب، کعب بن اشرف اور جدی بن اخطب) وغیرہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔ ابن جریرؒ نے ربیع بن انس سے روایت کیا کہ ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ تا وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيم﴾ یہ دو آیات غزوۂ احزاب کے بارے میں اور بعض کا قول ہے کہ یہ قریش کے سرداروں (عتبہ، شیبہ اور ربیعہ) کے بارے میں نازل ہوئیں۔[17]

اس ضمن میں مفسرؒ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت نقل کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّ هَذِهِ الْقُلُوبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيدُ» قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ، فَمَا جِلَاؤُهَا؟ قَالَ: «ذِكْرُ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْآنِ»[18]

"تحقیق دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے کہ جس طرح لوہا زنگ آلود ہو جاتا ہیں۔ عرض کیا گیا کہ ان کی صفائی کا کیا طریقہ ہے؟ تو فرمایا: کہ کثرت سے موت کو یاد کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا"۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

---

17 طبری، ابو جعفر، محمد بن جریر بن یزید، جامع البیان فی تاویل القرآن (تفسیر طبری)، تحقیق احمد محمد شاکر، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1420ھ/2000ء، سورۃ البقرہ 2:6، ج1، ص251، 252

18 بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی، شعب الایمان، تحقیق ڈاکٹر عبد العلی عبد الحمید حامد، مکتبۃ الرشد، ریاض، 1423ھ/2003ء، ج3، ص392، رقم الحدیث:1859

حکم: اس حدیث کے اسناد انتہائی ضعیف ہیں۔ اس حدیث کے دو سند ہیں ایک عبد الرحیم بن ہارون سے مروی ہے اور اس کا درجہ کذاب ہے اور دوسرا عبد اللہ بن عبد العزیز بن ابی داؤد اور وہ ضعیف جداً یعنی انتہائی ضعیف ہیں۔ یہ تحقیق حافظ زبیر علی زئی کی ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

" إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا أَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِي قَلْبِهِ، فَإِنْ تَابَ وَنَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ، صُقِلَ قَلْبُهُ، فَإِنْ زَادَ، زَادَتْ، فَذَلِكَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَهُ اللَّهُ فِي كِتَابِهِ: {كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ}"[19]

"بلاشبہ جب مؤمن بندہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ داغ لگ جاتا ہے پس اگر توبہ استغفار کرلیتا ہے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر توبہ استغفار نہ کیا بلکہ گناہوں میں بڑھتا چلا گیا تو یہ (سیاہ داغ) بھی بڑھتا رہے گا یہاں تک کہ اس کے دل پر غالب آجائے گا پس یہ داغ وہ ران ہے جس کے بارے میں اللہ نے فرمایا﴿ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَى قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ حق بات یہ ہے کہ وہ اعمال جو کرتے تھے ان کے دلوں پر زنگ کی طرح لگ گیا ہے"۔

ان آیتوں کے نازل ہونے کا سبب یہ ہیں کہ علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا عبد اللہ بن ابی منافق اور ان کے ساتھیوں کو کہا کہ "اے عبد اللہ! اللہ سے ڈرو اور یہ منافقت چھوڑو کیونکہ اللہ کے ہاں منافقین بد ترین لوگ ہیں" عبد اللہ بن ابی نے کہا اے ابو الحسن آپ ہم کو منافقت کی نسبت کرتے ہے اللہ کی قسم ہم آپ لوگوں کی طرح ایمان دار ہے اس پر یہ آیت﴿وَ اِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ﴾نازل ہوئی۔[20]

جب یہ منافق مسلمانوں سے ملتے تو کہتے ہم تمہارے ساتھ ہیں یعنی تم جیسے ہیں جب یہ شیاطین اپنے کفار اور منافقوں کے ساتھ مل جاتے ہیں تو وہ ان سے پوچھتے ہے کہ اپ لوگوں نے ایمان لایا ہے یہ لوگ ان کو کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔[21]

یعنی شک کو بہتر سمجھا یقین سے اور نفاق کو بہتر سمجھا اخلاص سے اور ھلاکت کو بہتر سمجھا خلاصی سے جہنم کو بہتر سمجھا جنت سے۔[22]

﴿مَثَلُهُمۡ كَمَثَلِ ٱلَّذِي ٱسۡتَوۡقَدَ نَارٗا فَلَمَّآ أَضَآءَتۡ مَا حَوۡلَهُۥ ذَهَبَ ٱللَّهُ بِنُورِهِمۡ وَتَرَكَهُمۡ فِي ظُلُمَٰتٖ لَّا يُبۡصِرُونَ صُمُّۢ بُكۡمٌ عُمۡيٞ فَهُمۡ لَا يَرۡجِعُونَ أَوۡ كَصَيِّبٖ مِّنَ ٱلسَّمَآءِ فِيهِ ظُلُمَٰتٞ وَرَعۡدٞ وَبَرۡقٞ يَجۡعَلُونَ أَصَٰبِعَهُمۡ فِيٓ ءَاذَانِهِم مِّنَ ٱلصَّوَٰعِقِ حَذَرَ ٱلۡمَوۡتِۚ وَٱللَّهُ مُحِيطُۢ بِٱلۡكَٰفِرِينَ يَكَادُ ٱلۡبَرۡقُ يَخۡطَفُ أَبۡصَٰرَهُمۡۖ كُلَّمَآ أَضَآءَ لَهُم مَّشَوۡاْ فِيهِ وَإِذَآ أَظۡلَمَ عَلَيۡهِمۡ قَامُواْۚ وَلَوۡ شَآءَ ٱللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمۡعِهِمۡ وَأَبۡصَٰرِهِمۡۚ إِنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيۡءٖ قَدِيرٞ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعۡبُدُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِي خَلَقَكُمۡ وَٱلَّذِينَ مِن قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُونَ ٱلَّذِي جَعَلَ لَكُمُ ٱلۡأَرۡضَ فِرَٰشٗا وَٱلسَّمَآءَ بِنَآءٗ وَأَنزَلَ مِنَ ٱلسَّمَآءِ مَآءٗ فَأَخۡرَجَ بِهِۦ مِنَ ٱلثَّمَرَٰتِ رِزۡقٗا لَّكُمۡۖ فَلَا تَجۡعَلُواْ لِلَّهِ أَندَادٗا وَأَنتُمۡ تَعۡلَمُونَ وَإِن كُنتُمۡ فِي رَيۡبٖ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلَىٰ عَبۡدِنَا فَأۡتُواْ بِسُورَةٖ مِّن مِّثۡلِهِۦ وَٱدۡعُواْ شُهَدَآءَكُم مِّن دُونِ ٱللَّهِ إِن كُنتُمۡ صَٰدِقِينَ﴾

"ان کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک آگ روشن کی پھر جب اس (آگ نے) اس کے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ نے ان کا نور سلب کر لیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ انہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا وہ بہرے ہیں گونگے ہیں، اندھے ہیں چنانچہ اب وہ واپس نہیں آئیں گے۔ یا پھر (ان منافقوں کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان سے برستی ایک بارش ہو، جس میں اندھیریاں بھی ہوں اور گرج بھی اور چمک بھی۔ وہ کڑکوں کی آواز پر موت کے خوف سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں

---

19 ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، ج2، ص1418، رقم الحدیث:4244 و ترمذی، جامع الترمذی، ج5، ص434، رقم الحدیث:3334

حکم: اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔ البانی کی تحقیق کے مطابق بھی یہ حدیث حسن ہے۔

20 بروسوی، ابو الفداء اسماعیل حقی، تفسیر روح البیان، دار الفکر، بیروت، بلاسن، سورۃ البقرۃ2:14، ج1، ص62۔ مفسر عبد الحق دار منگی نے موضح کا حوالہ دیا ہے جبکہ یہ مذکورہ تفسیر میں وارد ہوا ہے۔

21 ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)، دار القرآن، بیروت، بلاسن، سورۃ البقرۃ2:14، ج1، ص35

22 مراد علی، تفسیر یسیر فوق الیسیر، ج1، ص13

دے لیتے ہیں۔ اور اللہ نے کافروں کو گھیرے میں لے رکھا ہے ایسا لگتا ہے کہ بجلی ان کی آنکھوں کو اچک لے جائے گی جب بھی ان کے لئے روشنی کر دیتی ہے وہ اس (روشنی) میں چل پڑتے ہیں اور جب وہ ان پر اندھیرا کر دیتی ہے تو وہ کھڑے رہ جاتے ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے سننے اور دیکھنے کی طاقتیں چھین لیتا، بیشک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اے لوگو اپنے اس پروردگار کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تم سے پہلے گزرے ہیں تا کہ تم متقی بن جاؤ۔(وہ پروردگار) جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا، اور آسمان کو چھت اور آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعے تمہارے رزق کے طور پر پھل نکالے، لہذا اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ جبکہ تم (یہ سب باتیں) جانتے ہو اور اگر تم اس (قرآن) کے بارے میں ذرا بھی شک میں ہو جو ہم نے اپنے بندے (محمد ﷺ) پر اتارا ہے تو اس جیسی کوئی ایک سورت ہی بنا لاؤ اور اگر سچے ہو تو اللہ کے سوا اپنے تمام مددگاروں کو بلالو"۔

تفسیری نکات

یہ حال منافقوں کی ہے (کفر اور گمراہی) کے اندھیری رات میں اور مؤمنوں کے ڈر سے صرف زبان سے ایمان کا اظہار کر کے تا کہ وہ ہر اس چیز سے بچ جائے جس کا اسے خوف تھا (مال کے ضائع ہو جانا اور اولاد کے قتل) اس سے اس کا دل مطمئن ہو گیا موت کے بعد یہ سرسری روشنی ختم ہو جائیں گی اور یہ لوگ ہمیشہ افسوس کرتے ہوئے عذاب میں رہے گی۔[23]

یہ مثال منافقوں کی ہے کہ (کفر اور گمراہی) کے تاریکی رات میں کھڑے رہے جب ان پر ایمان کی بارش ہو جائیں تو ان کے مردہ دل زندہ ہو جاتا ہے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈالتے ہیں اس ڈر و خوف کی وجہ سے کہ کہیں ہمارے لیے جہاد کا حکم نازل نہ ہو جائیں جب جہاد کا حکم آنے کے بعد یہ ان غنیمتوں کو دیکھ کر تو ان کے دل میں جذبہ جہاد پیدا ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی عبادتوں اور جہاد کی مشقتوں کو برداشت نہ کرنے کی ڈر سے پھر کھڑے ہو جاتے ہے۔[24]

قریب ہے یہ چمک، حاصل یہ ہے کہ دین اسلام میں سب نعمت ہے اور اول کچھ محنت ہے وہ محنت احکام شرعی ہے جیسے مینہ آخر اسی سے آبادی ہے اول کیچڑ، کڑک اور بجلی ہے جو لوگ منافق ہے وہ اول محنت اور مشقتوں سے ڈر جاتے ہیں اور ان کی مصیبت سامنے آتی ہے جیسا کہ بجلی میں کبھی روشنی اور کبھی تاریکی ہے اسی طرح منافق کا دل انکار اور کبھی اقرار پر امادہ ہو جاتی ہیں۔[25]

اللہ تعالی نے اسی سورت کے شروع سے لے کر یہاں تک تین فرقوں کے حالات کو ذکر فرمایا اول مومن دوسرے کافروں جن تقدیر میں نور ایمان نہیں ہے تیسرے منافق جو دیکھنے میں مسلمان ہے اور اندر سے ان کا دل ایک طرف مائل نہیں کبھی کافر اور کبھی، مسلمان ہیں۔[26]

اگر تم اس بات میں سچے ہو اور ہم نے یہ قرآن جبرائیل علیہ السلام کے زریعے سے اپنے محبوب بندے محمدؐ پر نازل کیا ہے اگر تم شک میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خود بنالیا ہے تو اس قران کے مثل صرف ایک سورت لے آؤ۔[27]

---

23 مراد علی، تفسیر یسیر فوق الیسیر، ج1، ص14

24 ایضاً، ص15

25 شاہ عبد القادر، موضح القرآن، ص39

26 حوالہ سابق

27 مراد علی، تفسیر یسیر فوق الیسیر ج1، ص16

جیسا کہ قرآن جو فصاحت وبلاعت یا غیب کی خبر دینے میں یا ایسا فصیح وبلیغ سورۃ جو ہم نے اپنے بندے کے بشریت اور امیت میں پڑھ ہے۔[28] قولہ علی عبدنا، تلاوت کیا ہوا ہے علی عبادنا اس پر قراۃ کیا ہوا ہے اس آیت سے مراد پیغمبر علیہ السلام اور اس کا امت ہے اس کے نازل ہونے کے فائدے ان کو حاصل ہے فرمایا ہوا ہے کہ اس سے سارے پیغمبر علیہم السلام ہیں۔[29]

﴿فَإِن لَّمۡ تَفۡعَلُواْ وَلَن تَفۡعَلُواْ فَٱتَّقُواْ ٱلنَّارَ ٱلَّتِي وَقُودُهَا ٱلنَّاسُ وَٱلۡحِجَارَةُ أُعِدَّتۡ لِلۡكَٰفِرِينَ وَبَشِّرِ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ أَنَّ لَهُمۡ جَنَّٰتٖ تَجۡرِي مِن تَحۡتِهَا ٱلۡأَنۡهَٰرُ كُلَّمَا رُزِقُواْ مِنۡهَا مِن ثَمَرَةٖ رِّزۡقٗا قَالُواْ هَٰذَا ٱلَّذِي رُزِقۡنَا مِن قَبۡلُ وَأُتُواْ بِهِۦ مُتَشَٰبِهٗا وَلَهُمۡ فِيهَآ أَزۡوَٰجٞ مُّطَهَّرَةٞ وَهُمۡ فِيهَا خَٰلِدُونَ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَسۡتَحۡيِۦٓ أَن يَضۡرِبَ مَثَلٗا مَّا بَعُوضَةٗ فَمَا فَوۡقَهَا فَأَمَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ فَيَعۡلَمُونَ أَنَّهُ ٱلۡحَقُّ مِن رَّبِّهِمۡ وَأَمَّا ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فَيَقُولُونَ مَاذَآ أَرَادَ ٱللَّهُ بِهَٰذَا مَثَلٗاۘ يُضِلُّ بِهِۦ كَثِيرٗا وَيَهۡدِي بِهِۦ كَثِيرٗاۚ وَمَا يُضِلُّ بِهِۦٓ إِلَّا ٱلۡفَٰسِقِينَ ٱلَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهۡدَ ٱللَّهِ مِنۢ بَعۡدِ مِيثَٰقِهِۦ وَيَقۡطَعُونَ مَآ أَمَرَ ٱللَّهُ بِهِۦٓ أَن يُوصَلَ وَيُفۡسِدُونَ فِي ٱلۡأَرۡضِۚ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡخَٰسِرُونَ كَيۡفَ تَكۡفُرُونَ بِٱللَّهِ وَكُنتُمۡ أَمۡوَٰتٗا فَأَحۡيَٰكُمۡۖ ثُمَّ يُمِيتُكُمۡ ثُمَّ يُحۡيِيكُمۡ ثُمَّ إِلَيۡهِ تُرۡجَعُونَ هُوَ ٱلَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي ٱلۡأَرۡضِ جَمِيعٗا ثُمَّ ٱسۡتَوَىٰٓ إِلَى ٱلسَّمَآءِ فَسَوَّىٰهُنَّ سَبۡعَ سَمَٰوَٰتٖۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٞ﴾

"پھر بھی اگر تم یہ کام نہ کر سکو اور یقینا کبھی نہیں کر سکو گے تو ڈرو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے وہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں ان کو خوشخبری دے دو کہ ان کے لئے ایسے باغات (تیار) ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی جب کبھی ان کو ان (باغات) میں سے کوئی پھل رزق کے طور پر دیا جائے گا تو وہ کہیں گے "یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے بھی دیا گیا تھا" اور انہیں وہ رزق ایسا ہی دیا جائے گا جو دیکھنے میں ملتا جلتا ہوگا اور ان کے لئے وہاں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ ان (باغات) میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ بیشک اللہ اس بات سے نہیں شرماتا کہ وہ (کسی بات کو واضح کرنے کے لئے) کوئی بھی مثال دے، چاہے وہ مچھر (جیسی معمولی چیز) کی ہو، یا کسی ایسی چیز کی جو مچھر سے بھی زیادہ (معمولی) ہو اب جو لوگ مومن ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ یہ مثال ایک حق بات ہے جو ان کے پروردگار کی طرف سے آئی ہے۔ البتہ جو لوگ کافر ہیں وہ یہی کہتے ہیں کہ بھلا اس (حقیر) مثال سے اللہ کا کیا مطلب ہے؟ (اس طرح) اللہ اس مثال سے بہت سے لوگوں کو گمراہی میں مبتلا کرتا ہے اور بہت سوں کو ہدایت دیتا ہے (مگر) وہ گمراہ انہی کو کرتا ہے جو نافرمان ہیں وہ جو اللہ سے کئے ہوئے عہد کو پختہ کرنے کے بعد بھی توڑ دیتے ہیں اور جن رشتوں کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں کاٹ ڈالتے ہیں اور زمین میں فساد مچاتے ہیں ایسے ہی لوگ بڑا نقصان اٹھانے والے ہیں۔ تم اللہ کے ساتھ کفر کا طرز عمل آخر کیسے اختیار کر لیتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے اسی نے تمہیں زندگی بخشی پھر وہی تمہیں موت دے گا پھر وہی تم کو (دوبارہ) زندہ کرے گا اور پھر تم اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے وہی ہے جس نے زمین میں جو کچھ ہے تمہارے لئے پیدا کیا پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا، چنانچہ ان کو سات آسمانوں کی شکل میں ٹھیک ٹھیک بنا دیا، اور وہ ہر چیز کا پورا علم رکھنے والا ہے"۔

28 ایضاً

29 جمل، سلیمان بن عمر العجیلی، تفسیر جمل، دار احیاء التراث العربی، بیروت، بلا سن، ج 1، ص 26

تفسیری نکات

ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور اکثر مفسرین فرماتے ہیں:

”حجارۃ سے مراد کبریت ہے اس لیے کبریت (بڑ آئی) کا پتھر تمام پتھروں سے زیادہ بھڑکنے والا ہے اور بعض نے کہا کہ تمام پتھر مراد ہیں اور بعض نے کہا کہ حجارۃ سے مراد بتوں کے پتھر ہیں کیونکہ ان کے بت زیادہ تر پتھر سے تراشے ہوئے تھے جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا، یعنی بے شک تم اور جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں“۔[30]

مفسرؒ نے کہا ہے کہ جنت میں ایک چشمہ پانی کا اور دوسرا دودھ کا تیسرا شراب چوتھا شہد کا ہوگا۔[31]

وَلَهُمْ فِيهَا: جنت میں (ازواج) عورتیں اور باندیاں یعنی گول اور خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے (مطھرہ) پاخانہ پیشاب، حیض ،نفاس، تھوک، ناک کی الائش ہونا، میل کچیل، بداخلاقی اور ہر قسم کی قابل نفرت الائش سے پاک ہے۔[32]

جنت کی حوریں کو پیشاب، پاخانہ ناک کی آلائش سے تھوک سے حیض و نفاس سے پاک کیے ہوئے حدیث شریف میں ہے کہ جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے سنا:

«إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُونَ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ، وَلَا يَتْفُلُونَ وَلَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ» قَالُوا: فَمَا بَالُ الطَّعَامِ؟ قَالَ: «جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ، يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالتَّحْمِيدَ، كَمَا تُلْهَمُونَ النَّفَسَ»[33]

” اہل جنت وہاں کھائیں گے پئیں گے۔ لیکن نہ اس میں تھوکیں گے نہ پیشاب کریں گے، نہ رفع حاجت کریں گے اور نہ ناک سنکیں گے۔" انھوں (صحابہ کرام رضوان اللہ عنھم اجمعین) نے پوچھا: پھر ان کے کھانے کا کیا بنے گا۔ آپ نے فرمایا: "ایک ذکاء (آئے گی) اور کستوری کے پسینے کی طرح پسینہ آئے گا۔ان کو تسبیح اور حمد (کے نغمے) اسی طرح (فطرت کے اندر) الہام کر دیے جائیں گے۔ جس طرح سانس کو الہام (کر کے ان کی فطرت میں شامل) کر دیا جاتا ہے“۔

شان نزول

اللہ تعالی نے قرآن مجید میں مکڑی، مکھی کی مثالیں ذکر کیں ہیں پس فرمایا:

﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَه اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّ لَوِ اجْتَمَعُوْا لَه﴾[34]

”لوگو! ایک مثال بیان کی جارہی ہے اب اسے کان لگا کر سنو! تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر جن جن کو دعا کے لیے پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، چاہے اس کام کے لیے سب کے سب اکٹھے ہو جائیں“

اور ایک آیت میں مکڑی کا ذکر فرمایا:

---

30 بغوی، معالم التنزیل (تفسیر بغوی)، ج1، ص73

31 مراد علی، تفسیر یسیر فوق الیسیر، ج1، ص17

32 بغوی، معالم التنزیل (تفسیر بغوی)، ج1، ص74

33 مسلم، صحیح مسلم، ج4، ص2180، رقم الحدیث:2835

34 سورۃ الحج 73:22

﴿مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِاِتَّخَذَتْ بَيْتًا﴾[35]

"جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسرے رکھوالے بنار کھے ہیں، ان کی مثال مکڑی کی سی ہے، جس نے کوئی گھر بنالیا ہو"

یہود نے کہا اللہ کا ارادہ ان کم تر (حقیر) چیزوں کے کے ذکر سے کیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ مشرکوں نے کہا کہ ہم ایسے معبود کی عبادت نہیں کرتے جو اس جیسی (حقیر) چیزوں کا ذکر کرے تو اللہ تعالی نے اس بات کی رد میں یہ آیت نازل فرمایااللہ نے فرمایا: ﴿إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَسْتَحْيِۦٓ أَن يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَة فَمَا فَوْقَهَا﴾[36]حقیر ہونے میں مچھر کی پر کی طرح ہو یا جسمانی ساخت کے لحاظ سے مکھی کی طرح ہو یا عنکبوت ہو جو مکڑی کے نام سے مشہور ہیں۔[37] اللہ تعالی کا وہ وعدہ جو تمام بنی آدم نے عہد میثاق کے دن اپنے رب کے ساتھ کیا تھا اللہ کی وحدانیت تسلیم کرنے کا وہ وعدہ یا وہ وعدہ (جو اللہ نے تورات میں بنی اسرائیل کے ساتھ کیا تھا) کہ بنی اسرائیل سے نبی کریم ﷺ کی تابعداری اور معاونت یعنی مدد کرنے کے لیے کیا تھا۔[38] یہاں پر وعدے سے مراد اللہ کے احکام اور اوامر نہی جو انبیاء کی زبان سے واضح بیان ہوئے اور اس وعدے کے توڑنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ ان احکام پر عمل نہ کرے۔[39]

وہ جو اللہ تعالی پر ایمان لانے والا یا نبی کریم ﷺ کی نبوت کو تسلم کرنا یعنی نبی کریمؐ پر ایمان لانے والا یا مؤمنوں اقرباؤ (رشتہ داروں) سے صلہ رحمی کرنے والا ہو۔[40]

﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ إِنِّي جَاعِل فِي ٱلْأَرْضِ خَلِيفَة قَالُوٓاْ أَتَجْعَلُ فِيهَا مَن يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ ٱلدِّمَآءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ قَالَ إِنِّيٓ أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ وَعَلَّمَ ءَادَمَ ٱلْأَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى ٱلْمَلَٰٓئِكَةِ فَقَالَ أَنۢبِـُٔونِي بِأَسْمَآءِ هَٰٓؤُلَآءِ إِن كُنتُمْ صَٰدِقِينَ قَالُواْ سُبْحَٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَآ إِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَلِيمُ ٱلْحَكِيمُ قَالَ يَٰٓـَٔادَمُ أَنۢبِئْهُم بِأَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ أَنۢبَأَهُم بِأَسْمَآئِهِمْ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكُمْ إِنِّيٓ أَعْلَمُ غَيْبَ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَأَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَٰٓئِكَةِ ٱسْجُدُواْ لِأٓدَمَ فَسَجَدُوٓاْ إِلَّآ إِبْلِيسَ أَبَىٰ وَٱسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ ٱلْكَٰفِرِينَ وَقُلْنَا يَٰٓـَٔادَمُ ٱسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ ٱلْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَٰذِهِ ٱلشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ فَأَزَلَّهُمَا ٱلشَّيْطَٰنُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا ٱهْبِطُواْ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوّ وَلَكُمْ فِي ٱلْأَرْضِ مُسْتَقَرّ وَمَتَٰعٌ إِلَىٰ حِين﴾

"اور (اس وقت کا تذکرہ سنو) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں وہ کہنے لگے۔ کیا آپ زمین میں ایسی مخلوق پیدا کریں گے جو اس میں فساد مچائے اور خون خرابہ کرے حالانکہ ہم آپ کی تسبیح اور حمد و تقدیس میں لگے ہوئے ہیں اللہ نے کہا: میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور آدم کو (اللہ نے) سارے نام سکھادیئے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور (ان سے) کہا اگر تم سچے ہو تو مجھے ان چیزوں کے نام بتلاؤ۔ وہ بول اٹھے آپ ہی کی ذات پاک ہے جو کچھ علم آپ نے ہمیں دیا ہے اس کے سوا ہم کچھ نہیں جانتے حقیقت میں علم و حکمت کے مالک

35 سورۃ العنکبوت 29:41

36 بغوی، معالم التنزیل (تفسیر بغوی)، ج1، ص76

37 مراد علی، تفسیر یسیر فوق الیسیر، ج1، ص17

38 شاہ ولی اللہ، تفسیر فتح الرحمان، بدون ناشر، 1876ء، ص39

39 مراد علی، تفسیر یسیر فوق الیسیر، ج1، ص17

40 ایضاً، ص18

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

توصرف آپ ہیں۔اللہ نے کہا آدم تم ان کو ان چیزوں کے نام بتادو چنانچہ جب اس نے ان کے نام ان کو بتادیئے تو اللہ نے (فرشتوں سے) کہا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کے بھید جانتا ہوں؟ اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو مجھے اس سب کا علم ہے اور (اس وقت کا تذکرہ سنو) جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو چنانچہ سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ اس نے انکار کیا اور متکبرانہ رویہ اختیار کیا اور کافروں میں شامل ہو گیا، اور ہم نے کہا آدم تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو اور اس میں سے جہاں سے چاہو جی بھر کے کھاؤ مگر اس درخت کے پاس بھی مت جانا ورنہ تم ظالموں میں شمار ہو گے پھر ہوا یہ کہ شیطان نے ان دونوں کو وہاں سے ڈگمگا دیا اور جس (عیش) میں وہ تھے اس سے انہیں نکال کر رہا اور ہم نے (آدم، ان کی بیوی اور ابلیس سے) کہا: اب تم سب یہاں سے اتر جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے، اور تمہارے لئے ایک مدت تک زمین میں ٹھہرنا اور کسی قدر فائدہ اٹھانا (طے کر دیا گیا) ہے"۔

تفسیری نکات

ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

"پہلے زمین میں جنات بستے تو۔ انہوں نے اس میں فساد کیا اور خون بہایا اور قتل وغارت کی پھر اللہ تعالی نے ابلیس بھیجا اس نے اور اس کے ساتھیوں نے انہیں مار مار کر جزیروں اور پہاڑوں میں بھگا دیا پھر آدمؑ پیدا کر کے زمین میں بسایا تو گویا یہ ان پہلے والوں کے خلیفہ اور جانشین ہوئے"۔[41]

اس ضمن میں مفسرؒ لکھتے ہیں کہ اللہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ انسان زمین پر میرا خلیفہ ہو گا اور میرے احکام کو جاری کر کے اس پر کاربند ہوں گے۔[42] ابن عباس رضی اللہ نے فرمایا کہ وہ مشہور چیزیں یہ تھی سب جانوروں، زمین آسمان پہاڑ تری، خشکی، گھوڑے، گدھے، برتن، بھانڈے، چرندے، پرندے، فرشتے، انسان، ستارے وغیرہ تمام چھوٹی بڑی چیزیں۔[43] بعض مفسرین فرماتے کہ اللہ نے آدمؑ کو کاروبار کی ہزار فن سکھائیں اور فرمایا کہ اپنی اولاد سے کہہ دو کہ ان فنوں سے دنیا کے فائدے جس طرح چاہیں حاصل کریں لیکن دین اور احکام شریعت اپنے رزق کمانے کا ذریعہ نہ بناؤ آدمؑ کھیتی باڑی کرتے نوحؑ بڑھی تھے ادریسؑ (خیاط) درزی، صالحؑ تاجر، داؤدؑ زرہ بنانے والے تھے سلیمانؑ اپنی سلطنت میں زنبیل بناتے اور بیچ کر گزارہ کرتے بیت المال سے ہرگز نہ کھاتے موسیٰؑ، شعیبؑ اور محمدؐ داعی تھے بھیڑ اور بکریاں بیچنے والے تھے۔ ہمارے پیارے نبی گھر میں اکثر خیاط ہے اور عورتوں کا کام چرخہ کاتنا۔[44]

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا کلام افضل ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

" مَا اصْطَفَى اللهُ لِمَلَائِكَتِهِ أَوْ لِعِبَادِهِ: سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهِ "[45]

"جسے اللہ نے اپنے فرشتوں یا بندوں کے لیے پسند فرمایا: سبحان اللہ وبحمدہٖ"۔

---

41 ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)، ج1، ص50
42 مراد علی، تفسیر یسیر فوق الیسیر، ج1، ص19
43 ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)، ج1، ص51
44 بروسوی، تفسیر روح البیان، ج1، ص245
45 مسلم، صحیح مسلم، ج4، ص2093، رقم الحدیث: 2731

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

دوسری حدیث میں ہے:

" حضور ﷺ نے معراج والی رات آسمانوں میں فرشتوں کی یہ تسبیح سنی (سُبْحَانَ الْعَلِيِّ الْأَعْلَى، سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى)"[46] ابن جریر فرماتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ کوئی درخت تھا لیکن یہ معلوم نہیں کہ کس چیز کا درخت تھا جس سے اللہ نے ان دونوں کو روک دیا نہ قرآن سے تعین ثابت ہوئی نہ کسی صحیح حدیث سے۔[47]

اسی حدیث میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا»[48]

" تمام دنوں میں بہتر دن جمعہ کا دن ہے اسی دن آدمؑ (علیہ اسلام) پیدا کئے گئے اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن نکالے گئے"۔

﴿فَتَلَقَّىٰٓ ءَادَمُ مِن رَّبِّهِۦ كَلِمَٰتٖ فَتَابَ عَلَيۡهِۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ قُلۡنَا ٱهۡبِطُواْ مِنۡهَا جَمِيعٗاۖ فَإِمَّا يَأۡتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدٗى فَمَن تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ وَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ وَكَذَّبُواْ بِـَٔايَٰتِنَآ أُوْلَٰٓئِكَ أَصۡحَٰبُ ٱلنَّارِۖ هُمۡ فِيهَا خَٰلِدُونَ يَٰبَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ ٱذۡكُرُواْ نِعۡمَتِيَ ٱلَّتِيٓ أَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَأَوۡفُواْ بِعَهۡدِيٓ أُوفِ بِعَهۡدِكُمۡ وَإِيَّٰيَ فَٱرۡهَبُونِ وَءَامِنُواْ بِمَآ أَنزَلۡتُ مُصَدِّقٗا لِّمَا مَعَكُمۡ وَلَا تَكُونُوٓاْ أَوَّلَ كَافِرِۭ بِهِۦۖ وَلَا تَشۡتَرُواْ بِـَٔايَٰتِي ثَمَنٗا قَلِيلٗا وَإِيَّٰيَ فَٱتَّقُونِ وَلَا تَلۡبِسُواْ ٱلۡحَقَّ بِٱلۡبَٰطِلِ وَتَكۡتُمُواْ ٱلۡحَقَّ وَأَنتُمۡ تَعۡلَمُونَ وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ وَٱرۡكَعُواْ مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ أَتَأۡمُرُونَ ٱلنَّاسَ بِٱلۡبِرِّ وَتَنسَوۡنَ أَنفُسَكُمۡ وَأَنتُمۡ تَتۡلُونَ ٱلۡكِتَٰبَۚ أَفَلَا تَعۡقِلُونَ وَٱسۡتَعِينُواْ بِٱلصَّبۡرِ وَٱلصَّلَوٰةِۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى ٱلۡخَٰشِعِينَ ٱلَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَٰقُواْ رَبِّهِمۡ وَأَنَّهُمۡ إِلَيۡهِ رَٰجِعُونَ يَٰبَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ ٱذۡكُرُواْ نِعۡمَتِيَ ٱلَّتِيٓ أَنۡعَمۡتُ عَلَيۡكُمۡ وَأَنِّي فَضَّلۡتُكُمۡ عَلَى ٱلۡعَٰلَمِينَ﴾

" پھر آدم نے اپنے پروردگار سے (توبہ کے) کچھ الفاظ سیکھ لیے (جن کے ذریعے انہوں نے توبہ مانگی) چنانچہ اللہ نے ان کی توبہ قبول کرلی بیشک وہ بہت معاف کرنے والا، بڑا مہربان ہے ہم نے کہا اب تم سب یہاں سے اتر جاؤ پھر اگر میری طرف سے کوئی ہدایت تمہیں پہنچے تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان کو نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ کسی غم میں مبتلا ہوں گے اور جو لوگ کفر کا ارتکاب کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے لوگ ہیں جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اے بنی اسرائیل میری وہ نعمت یاد کرو جو میں نے تم کو عطا کی تھی اور تم مجھ سے کیا ہوا عہد پورا کرو تاکہ میں بھی تم سے کیا ہوا عہد پورا کروں، اور تم (کسی اور سے نہیں، بلکہ) صرف مجھی سے ڈرو اور جو کلام میں نے نازل کیا ہے اس پر ایمان لاؤ جبکہ وہ اس کتاب (یعنی تورات) کی تصدیق بھی کر رہا ہے جو تمہارے پاس ہے اور تم ہی سب سے پہلے اس کے منکر نہ بن جاؤ اور میری آیتوں کو معمولی سی قیمت لے کر نہ بیچو اور (کسی اور کے بجائے) صرف میرا خوف دل میں رکھو اور حق کو باطل کے ساتھ گڈ مڈ نہ کرو، اور نہ حق بات کو چھپاؤ جبکہ (اصل حقیقت) تم اچھی طرح جانتے ہو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور

46 ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)، ج1، ص55

47 ہیثمی، ابوالحسن نورالدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، مکتبۃ القدسی، قاہرہ، 1414ھ/1994ء، ج1، ص78، رقم الحدیث:243

حکم: اس سلسلے کے علاوہ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے مروی نہیں۔ سعید بن منصور اس میں منفرد ہے۔ طبرانی، ابوالقاسم، سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الاوسط، تحقیق طارق بن عوض اللہ بن محمد وعبدالمحسن بن ابراہیم، دارالحرمین، قاہرہ، بلاسن، ج4، ص111، رقم الحدیث:3742

48 مسلم، صحیح مسلم، ج2، ص585، رقم الحدیث:854

رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو کیا تم (دوسرے) لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟ حالانکہ تم کتاب کی تلاوت بھی کرتے ہو! کیا تمہیں اتنی بھی سمجھ نہیں اور صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو نماز بھاری ضرور معلوم ہوتی ہے مگر ان لوگوں کو نہیں جو خشوع (یعنی دھیان اور عاجزی) سے پڑھتے ہیں جو اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ وہ اپنے پروردگار سے ملنے والے ہیں اور ان کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اے بنی اسرائیل میری وہ نعمت یاد کرو جو میں نے تم کو عطا کی تھی اور یہ بات (یاد کرو) کہ میں نے تم کو سارے جہانوں پر فضیلت دی تھی"۔

تفسیری نکات

ابو العالیہ کا قول ہے کہ "ھدی" سے مراد پیغمبر کتابیں اور معجزے ہے اور انبیاء کا بیان ہیں اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہیں کہ جو قرآن اور احادیث یعنی اپنے زمانے کی کتابوں کی پیروی کریں گی اسے دنیا اور آخرت کی ہر قسم کے غم سے نجات ملے گی۔[49]

مفسرؒ لکھتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا کہ میرے وعدے کی پاسداری کرو میں تمہارے وعدوں کی رکھوائی کروں گا اور بنی اسرائیل اولادِ یعقوب کو کہتے ہیں۔ انہی میں حضرت موسیٰ پیدا ہوئے اور اس پر توریت اتری اور فرعون سے خلاصی دے کر ملک شام میں بسایا ان سے اللہ تعالی نے اقرار کیا تھا کہ توریت کے احکام پر قائم رہو گے اور جو نبی میں بھیجوں اگر اس کی مدد کرو گے تو ملک شام تمہارا رہے گا پھر وہ گمراہ ہوئے رشوت لیتے اور مسئلہ غلط بناتے اور خوشامد کے واسطے حق بات چھپاتے اور اپنی ریاست چاہتے پیغمبر کی صفت جو توریت میں لکھی تھی بدل ڈالی اللہ تعالی نے ان کو اپنے احسانات اور ان کی نافرمانیاں یاد دلائیں۔[50]

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"صبر کی دو قسمیں ہیں مصیبت کے وقت صبر اور معصیت سے صبر اور بعد الذکر پہلے سے زیادہ بہتر ہے"۔[51] رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی سخت کام یا گھبراہٹ کا معاملہ پیش آتا تو نماز کی طرف جلدی کرتے عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے: "جب رسولِ خدا ﷺ کو قثم کی موت کا خبر دوران سفر ملی تو انہوں نے ﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ پڑھا اور دو رکعت نماز ادا کی اور یہ آیت مبارک ﴿وَٱسْتَعِينُواْ بِٱلصَّبْرِ وَٱلصَّلَوٰةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى ٱلْخَٰشِعِينَ﴾ تلاوت کی۔[52]

سفیان ثوریؒ نے کہا کہ میں نے امام اعمشؒ سے پوچھا کہ خشوع کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اے ثوری! آپ کیا چاہتے ہیں کہ لوگوں کا امام بن جاؤ اور خشوع نہیں جانتے۔ اس نے کہا کہ خشوع یہ نہیں کہ اچھا نہ کھائے اور اچھا نہ پہنے اور سر ہمیشہ نیچا رکھے بلکہ خشوع یہ ہے کہ امیر اور غریب لوگوں کو ایک جیسا مانے اور جو کام اللہ نے تمہارے اوپر فرض کیا ہے اس کو عاجزی اور انکساری سے کرے۔[53]

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسرائیل کا معنی عبد اللہ ہے یعنی اللہ کا بندہ۔ حضرت عمر جب یہ آیت تلاوت کرتے تو کہتے تھے کہ وہ لوگ گزر گئے ہیں اور اب یہ حکم آپ کو ہے اس کا نزول خاص ان کے لیے نہ تھا بلکہ اس کا نزول عام ہے تمام لوگوں کا نہ پر عمل کرنا

---

49 ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)، سورۃ البقرۃ2:38، ج1، ص56

50 شاہ عبد القادر، موضح القرآن، ص39

51 ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)، سورۃ البقرۃ2:45، ج1، ص61

52 نسفی، ابو البرکات، عبد اللہ بن احمد بن محمود، تفسیر النسفی (تفسیر مدارک التنزیل و حقائق التاویل)، ج1، ص129

53 صدیق حسن، ابو الطیب محمد صدیق خان بن حسن، فتح البیان فی مقاصد القرآن، مکتبۃ العصریہ، بیروت، 1412ھ/1992ء، ج1، ص160

چاہیے۔[54]وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِينَ بنی اسرائیل اس آیت کے تحت کہتے تھے کہ ہم کیسے ہی گناہ کریں پکڑے نہ جاویں گے ہمارے باپ دادے پیغمبر ہے ہم کو چھڑالیں گے اللہ تعالی نے ان کے رد میں یہ آیت﴿وَاتَّقُواْ يَوْما لَّا تَجْزِي نَفْسٌ عَن نَّفْس﴾نازل فرمائی۔[55]

خلاصۂ کلام

پشتوزبان کی یہ تفسیر مولوی عبدالحق دار منگیؒ کی تالیف ہے۔ جس میں مفسرؒ نے تقریباً15 تک تفاسیر سے استفادہ کرکے ایک مستند اور متعدل انداز کی تفسیر پیش کی ہے۔ مفسرؒ نے آیت کی تفسیر میں قرآنی آیت، احادیثِ مبارکہ، صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال، فقہی مباحث، صرفی ونحوی تراکیب اور شانِ نزول کو بیان کرکے تفسیر کا حق ادا کیا ہے۔ مفسرؒ کی یہ تالیف پشتوزبان میں موجود ہے جس سے خیبر پختونخواہ اور افغانستان کے علماء وعوام مستفید ہو رہے ہیں۔ مفسرؒ نے حنفی مسلک کے دلائل کی بنیاد پر فقہی مسائل کو حل پیش کیاہے اور آیت کی تفسیر بنیادی مصدری تفسیر سے کی ہے۔

نتائج بحث

مذکورہ تحقیقی مقالہ سے درجہ ذیل نتائج مرتب ہوتے ہیں:

1. "تفسیر دار منگی" پشتوزبان کی پہلی مستند اور جامع تفسیر مانی جاتی ہے۔
2. "تفسیر دار منگی" کے مفسرؒ نے بنیادی کتب تفاسیر سے استفادہ کرکے اس تفسیر کو بیان کیا ہے۔
3. مولوی عبدالحق دار منگیؒ نے ہر آیت کا شانِ نزول بیان کرکے "تفسیر دار منگی" کو نکھارا ہے۔
4. موصوف نے آیت کے ساتھ مخصوص روایت نقل کرکے آیت کی تفسیر کو سہل بنایا ہے۔
5. اکثر روایات واحادیث صحاحِ ستہ سے ہی نقل کیے ہیں۔

سفارشات

اس تحقیق سے متعلق درجہ ذیل سفارشات وتجاویز مرتب ہوتے ہیں:

1. مولوی عبدالحق دار منگیؒ کی تفسیر کی طرح خیبر پختونخوا میں ایسے علماء کی خدمات کو یکجا کرنا چاہیے تاکہ عوام الناس تک اس کی خدمات پہنچ سکے۔
2. پشتوزبان میں تفسیری خدمات کے ساتھ ساتھ مولوی عبدالحق دار منگیؒ کی مشکاۃ پر بھی پشتوزبان میں ترجمہ موجود ہے اس کا ترجمہ تحقیق وتخریج بھی پیش رفت کام ہوگا۔
3. مولوی عبدالحق دار منگیؒ کی تفسیری خدمات کا ان کے ہم عصر دیگر علماء سے موازنہ کرکے اس تفسیر کی اہمیت کو اُجاگر کرنا چاہیے۔
4. مولوی عبدالحق دار منگیؒ کی حالاتِ زندگی تک مختلف زاویوں سے رسائی کرکے اس کو مشاہیر علمائے سرحد میں درج کرکے محفوظ کرنی چاہیئے۔
5. پشتون معاشرے میں دیگر دیوبند علماء کی تفسیری خدمات کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔

---

54 ایضاً، ص 161

55 شاہ عبدالقادر، موضح القرآن، ص10